Downloaded From : http://cbseportal.com/

CBSE Sample Question Paper - Marking Scheme
XII - Urdu (Elective)
2019-2020

وقت: ۳ر گھنٹے — کل نمبر: ۸۰

Time Allowed: 3 Hours — Max. Marks. 80

(حصہ-الف)

-1 جواب: 10

(i) یہ اقتباس سبق "خوجی-ایک مطالعہ" سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کا نام احتشام حسین ہے۔(2)

(ii) خوجی سے ہماری پہلی ملاقات نواب صاحب کے تاریخی بٹیر صف شکن علی شاہ کے گم ہو جانے کے وقت ہوتی ہے۔ (2)

(iii) خوجی کے کردار میں جذبہ وفاداری، دنیادار آدمی کا تدبر، اپنی طرف متوجہ کر لینے والی خصوصیت، تیز زبانی، فقرے بازی، خالص افیونیوں کی سی گفتگو وغیرہ ہے۔ (2)

(iv) خوجی کے جذبہ وفاداری کی وجہ سے اس کے زوال آمادہ جاگیردارانہ تمدن کا خاص کردار قرار دیتا ہے۔ ان کے جذبہ وفاداری کا اظہار کئی موقعوں پر ہوتا ہے۔ مصنف کی رائے ہے کہ جب وہ نواب صاحب کے یہاں تھا تو ان کا نمک خوار ہونے کی حیثیت سے ان کی محبت کا دم بھرتا تھا اور جب یہی وفاداری آزاد کی طرف منتقل ہوئی تو اس پر ہر دم جاں نثار کرنے کو تیار نظر آتا تھا۔ (2)

(v) خوجی کا کردار ایک نفسیاتی کردار ہے جس میں سچائی اور اپنی فطرت کے ساتھ خلوص پایا جاتا ہے۔(2)

(یا)

(i) درج بالا اقتباس 'بجوکا' سے لیا گیا ہے۔ اس کے مصنف کا نام سریندر پرکاش ہے۔ (2)

(ii) بجوکا بانس یا درخت کی شاخوں سے بنا ہوا ایک ڈھانچہ ہوتا ہے جسے ٹوپی اور قمیض یا کرتا پہنا کر کھیت میں آدمی کی طرح کھڑا کر دیتے ہیں تاکہ جانور اور پرندے اس سے ڈر کر کھیت سے دور ہی رہیں۔(2)

(iii) ہوری نے اپنے گھر والوں کو یہ نصیحت کی کہ اپنی فصل کی حفاظت کے لیے پھر کبھی بجوکا نہ بنانا۔ اگلے برس جب ہل چلیں گے، بیج بویا جائے گا اور بارش کا امرت کھیت میں سے کونپلوں کو جنم دے گا تو مجھے ایک بانس پر باندھ کر کھیت میں بجوکا کی جگہ کھڑا کر دینا۔ (2)

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

(iv) ہوری نے یہ بات اس لیے کہی کہ جب لوگ دیکھیں تو انہیں یاد آ جائے کہ بجوکا نہیں بنانا چاہیے کیوں کہ بجوکا بے جان نہیں ہوتا۔ اسے خود بخود زندگی مل جاتی ہے اور وہ فصل میں سے اپنا حق مانگنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ (2)

(v) 'بجوکا بے جان نہیں ہوتا' کا مطلب ہے کہ افراد ہو یا قومیں انہیں اپنی املاک اور پیداوار وغیرہ کی خود حفاظت کرنی چاہیے۔ یہ کام اگر دوسروں پر چھوڑ دیں گے تو ایک دن ایسا بھی آ سکتا ہے کہ وہی لوگ اس پر قابض ہو جائیں، بھلے ہی وہ بجوکا کی طرح بے جان ہی کیوں نہ ہوں۔ (2)

2- جواب: 5

(i) غالب نے مراسلے کو مکالمہ بنا دیا ہے کیوں کہ خطوط نگاری مراسلہ نگاری کا فن ہے جہاں مکتوب نگار مکتوب الیہ تک اپنی باتیں لکھ کر بھیجتا ہے لیکن غالب کے خطوط کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ دو شخص آمنے سامنے بیٹھ کر آپس میں گفتگو کر رہے ہوں یعنی آپس میں مکالمہ آرائی چل رہی ہو۔

مثلاً وہ اپنے دوست منشی نبی بخش حقیر کو خط لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''گرمی کا حال کیا پوچھتے ہو۔ اس ساٹھ برس میں یہ لو، یہ دھوپ اور یہ تپش نہیں دیکھی۔''

(ii) ''فوٹو گرافر'' قرۃ العین حیدر کا ایک بہترین علامتی افسانہ ہے۔ اس افسانے میں انہوں نے کائنات کی ایک بڑی سچائی بیان کی ہے کہ ہر عروج کے بعد زوال اور ہر شے کو فنا ہونا ہے۔ فوٹو گرافر جو اس افسانے کا مرکزی کردار ہے اسے ایک علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ایک پہاڑی گیسٹ ہاؤس میں فوٹو گرافر مدتوں سے موجود ہے۔ اس نے پلیا پر بیٹھے بیٹھے بدلتی دنیا کے رنگ دیکھے ہیں۔ پہلے یہاں صاحب لوگ آتے تھے۔ دوسری بڑی لڑائی کے زمانے میں امریکن آنے لگے۔ پھر ملک کو آزادی ملی تو اکا دکا سیاح نئے بیاہے جوڑے، مصور اور کلاکار جو تنہائی چاہتے تھے۔ ایسے لوگ جو سکون اور محبت کے متلاشی ہیں جس کا زندگی میں کوئی وجود نہیں۔ کیوں کہ ہم جہاں جاتے ہیں فنا ہمارے ساتھ ہے۔ قرۃ العین حیدر نے اس افسانے کے ذریعے بتایا ہے کہ اگرچہ انسان اس بات سے واقف ہے کہ موت برحق ہے لیکن اس کے باوجود زندگی کی چھوٹی چھوٹی مسرتوں سے نہیں بھاگتا۔ زکام ہونے پر دوا لیتا ہے اور ایک دوسرے کے لیے فکر مند رہتا ہے اور انہیں باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ فوٹو گرافر میں قرۃ العین حیدر کا تصور وقت صاف جھلکتا ہے جب وہ نامور رقاصہ پندرہ برس بعد اسی گیسٹ ہاؤس میں آتی ہے تو والرس کی ایسی مونچھوں والا فوٹو گرافر بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور وہ

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

نوجوان لڑکی اب ادھیڑ عمر کی عورت ہے جسے فوٹو گرافر پہچان نہیں پایا۔ وہ عورت اسی کمرے مں ٹھہرتی ہے اور چلتے وقت جب وہ سنگھار میز کی دراز کھولتی ہے تو اس میں وہی تصویر ملتی ہے جو فوٹو گرافر نے پندرہ سال پہلے اس کے ساتھی کے ساتھ کھینچی تھی جب وہ ایک نوجوان لڑکی تھی اور اب اس کا ساتھی اس سے بچھڑ چکا ہے۔ وقت ہر جذبہ، شے اور تعلق کو فنا کر دیتا ہے۔ زندگی انسانوں کو کھا گئی، صرف کا کروچ باقی رہیں گے۔ قرۃ العین حیدر نے فوٹو گرافر، نامور رقاصہ اور اس کے نوجوان ساتھی کی کردار نگاری بھی بہترین طریقے سے کی ہی ہے۔ بحیثیت مجموعی فوٹو گرافر قرۃ العین حیدر کا ایک بہترین افسانہ ہے۔

-3 جواب: (5)

(i) افسانہ 'میں، وہ' میں ایک ضعیف آدمی ''وہ'' ہے جس کی نفسیاتی الجھنوں اور پیچیدگیوں پر افسانہ نگار نے ''میں'' بن کر روشنی ڈالی ہے۔ افسانہ نگار دوسرے کردار کا قصہ بیان کرتے ہوئے انجام کے وقت خود افسانے کا حصہ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کا عنوان ''میں، وہ'' معنی خیز بن گیا ہے۔

(ii) غالب نے ۱۸۵۷ء کے بعد کی زندگی کو دوسرا جنم کہا ہے کیوں کہ اس وقت جو ہنگامے ہوئے تھے اس میں غالب محفوظ رہے اس لیے وہ اس کو دوسرا جنم کہہ رہے ہیں۔ (5)

(iii) سائنس دانوں نے ایک ایسی دوا ایجاد کی، جس نے لوگوں کی راتوں کی نیند چھین لی، گلوکوز کے نام پر لوگوں کو اس دوا کا انجکشن لگایا جاتا تا کہ وہ لوگ رات کو سو نہ سکیں اور صبح کو انہیں اپنے تکیوں کے نیچے سے دولاکھ روپے نہ مل سکیں۔ (5)

(iv) پیروڈی کے فن پر کلیم الدین کہتے ہیں کہ یہ ایک نئی چیز ہے۔ پیروڈی شہکاروں کی ہوتی ہے۔ یہ کارٹون کا فن ہے۔ (5)

(حصہ-ب)

-4 جواب: (10)

(i) درج بالا شعری حصہ نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو'' سے لیا گیا ہے اور اس کے شاعر کا نام ن.م. راشد ہے۔ (2)

(ii) آدمی ایک دوسرے سے وابستہ ہے کیوں کہ ایک دوسرے کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ (2)

(iii) اس کائنات میں انسان کی حیثیت مرکزی ہے وہ آزادی حاصل کرتا ہے اور زندگی میں مسرت و

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

شادمانی لاتا ہے۔ (2)

(iv) اس کا مطلب ہے کہ انسان کائنات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ (2)

(v) آدمی ہی آدمی سے ڈرتا ہے اور اپنی زندگی میں ہونے والے خدشات سے ڈرتا ہے۔ (2)

یا

(i) درج بالا اشعار نظم ''وقت کا ترانہ'' کے ہیں۔ اس کے شاعر کا نام علی سردار جعفری ہے۔ (2)

(ii) کھیتوں سے بغاوتوں کی سپاہ اگنے سے شاعر کی مراد مزدور اور کسانوں کی بیداری ہے یعنی اب مزدور اور کسان بیدار ہو چکے ہیں۔ کسانوں کے دلوں میں بھی بغاوت کی آگ سلگ رہی ہے۔ اب جنگ آزادی میں کسان بھی شامل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بغاوت پر کمر کس لی ہے۔ وہ بھی انقلاب زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔ (2)

(iii) عدل کی چمکتی ہوئی شمشیر سے ظالموں کو ہرگز پناہ نہ مل سکے گی۔ (2)

(iv) کارخانوں کے آہنی دل سے سیلاب ابلنے کا مطلب ہے کہ مزدوروں نے انقلاب کا نعرہ دے دیا ہے۔ ظلم و ستم کے خلاف نفرت کا غم و غصہ اور اس کے خلاف بغاوت کا دور دورہ ہے۔ (2)

(v) سرخ پرچم انقلاب کی علامت ہے۔ (2)

-5 جواب: (5)

(i) ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' اقبال کی یہ نظم ان کے دوسرے مجموعہ کلام ''بال جبریل'' سے ماخوذ ہے۔ اقبال نے اس نظم میں بتایا ہے کہ حضرت آدم کے دنیا میں بھیجنے پر روح ارض کس طرح ان کا استقبال کرتی ہے اور کائنات کی ہر شے سے حضرت آدم کو واقف کراتی ہے کیوں کہ آدم جنت سے دنیا میں پہنچے تھے اور یہ دنیا ان کے لیے ایک اجنبی جگہ تھی، تو روح ارضی دنیا میں ان کے لیے راہ نما ثابت ہوتی ہے اور بتاتی ہے کہ کائنات کی ہر شے صرف تمہارے (آدم) لیے تخلیق کی گئی ہے۔ یہ سب تمہارے ہی محکوم ہیں، ان سے فائدہ حاصل کرنا تمہارا کام ہے۔ اس نظم کے ذریعے اقبال انسان کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے تو اسے اپنا منصب سمجھنا چاہیے اور خدا نے اسے جس مقصد کے لیے بھیجا ہے اسے پورا کرنا چاہیے اور اپنے فعل و عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ واقعی اشرف المخلوقات ہے۔

(ii) معین احسن جذبی مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ جھانسی، لکھنؤ، آگرہ اور دہلی

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

میں تعلیم حاصل کی، بغرض ملازمت مختلف شہروں میں قیام کیا۔ اردو کے استاد کی حیثیت سے شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے وابستہ ہوئے اور ۲۰۰۴ء میں وہیں انتقال ہوا۔

معین احسن جذبی ادب برائے زندگی کے قائل ہیں۔ انسان کا دکھ درد ان سے دیکھا نہیں جاتا۔ مفلسی، ناداری سے نبرد آزما انسان دیکھ کر ان کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ داری کے خلاف اور مزدوروں کی حمایت کا جذبہ ان کے دردمند دل میں بھی موجود ہے۔ زندگی کے وسیع تجربے اور دل کی دردمندی نے ان کے کلام میں گہرائی اور وسعت پیدا کر دی ہے۔ وہ جذبے کی گہرائی میں ڈوب کر من کے موتی نکالنے کے ہنر سے واقف ہیں۔ ان کے یہاں نہ چیخ پکار ہے اور نہ گھن گرج۔ ان کی غزلیں ایک سبک آب جو کے مانند، دھیمی دھیمی مگر پراثر ہیں۔ ان کی آواز میں نغمگی بھی ہے اور ترنم، گھلاوٹ اور درد کسک بھی۔ انداز بیان میں سنجیدگی، متانت، وزن وقار بھی ہے اور ٹھہراؤ بھی۔ وہ پرانی لفظیات سے بھی نئے خیال کو پیش کرنے پر قادر ہیں۔

6- جواب: (5)

(i) الطاف حسین حالی اردو ادب میں خاص مقام کے مالک ہیں۔ وہ قادر الکلام نظم گو شاعر ہیں۔ وہ نظم کے علاوہ غزل کے بھی اچھے شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں میں لہجے کا دھیما پن ہے۔ عشق کے معاملات اور دل کی واردات کے بیان میں عامیانہ پن نہیں پایا جاتا بلکہ ایک باوقار عاشق کی طرح اپنے جذبات واحساسات کو بیان کرتے ہیں۔ زبان صاف ستھری اور رواں ہے۔ محاورے کی چاشنی لذت کو بڑھا دیتی ہے اور مبالغے سے پرہیز ہے۔

(ii) ناصر کاظمی ۱۹۲۵ء میں انبالہ میں پیدا ہوئے اور ملک کی آزادی کے بعد جب لاہور میں جا کر بسے، اس وقت وہ تقریباً سترہ سال کے تھے۔ ۲۹ رسال کی عمر میں ان کی شاعری کا پہلا مجموعہ ''برگ نے'' ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا، پھر ۱۹۵۷ء میں ان کا دوسرا مجموعہ ''دیوان'' کے نام سے شائع ہوا۔ ان کے ان دونوں مجموعوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ میر تقی میر سے زیادہ متأثر ہیں۔ میر نے اپنی ذاتی زندگی اور اپنے عہد کے درد کو اپنی شاعری میں پیش کیا اور ناصر کاظمی نے اپنے ذاتی درد و کرب کو شاعری میں سمویا۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی شاعری میں دبے دبے درد اور جدید طرز احساس ہے۔ ناصر کاظمی بھی عام طور پر میر کی طرح چھوٹی مترنم بحروں میں نئی علامتوں اور نئے آہنگ کے ساتھ اچھی بات کہتے ہیں، میر لکھنؤ پہنچ کر دلی کو یاد کرتے ہیں اور ناصر کو لاہور میں انبالہ یاد آتا ہے۔

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

(iii) نظم ''ارتقا'' میں جمیل مظہری نے جبر وقدر اور خیر وشر کو انسانی ارتقا کے سلسلے میں رکاوٹ بتایا ہے۔

(iv) شفیق فاطمہ شعریٰ کی نظم ''یادنگر'' فسادات میں پیش آنے والے واقعات اور قتل و غارت گری پر مبنی ہے۔اس نظم کا مرکزی کردار ایک مصیبت زدہ عورت ہے۔ جو وطن سے دور ایک کیمپ میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہی ہے۔اسے اپنے وطن کے شب و روز اور وہاں کی مٹی،کھیت، پھول،ندیاں سب ایک ایک کر کے یاد آ رہے ہیں۔ اس اعتبار سے نظم کا عنوان ''یادنگر'' نظم کی مناسبت سے موزوں ترین عنوان کہا جاسکتا ہے۔

(حصہ-ج)

7- جواب: (4)

(i) ''جنم دن'' کا خلاصہ-مصنف کا جنم دن ہے لیکن مفلسی کا یہ حال ہے کہ آج کے دن بھی اس کے پاس نہ نئے کپڑے ہیں اور نہ ہی قرض لینے کا کوئی ذریعہ۔ پڑوسی نے جنم دن کی مبارک باد دی۔مصنف اپنے گھر سے دور ہے۔ایک مفلس مصنف پبلشر اس سے کہانیاں لکھواتا ہے مگر اسے پیسہ نہیں دیتا ہے۔دوستوں کا قرض دار ہے۔آج اپنے جنم دن پر اس کے پاس چائے پینے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔اب تو چائے بھی ادھار نہیں ملتی۔مکان مالک کرایہ نہ ملنے کی وجہ سے مکان خالی کرانے کے لیے کہتا ہے۔ڈپٹی کمشنر الٹے سیدھے مضمون لکھنے پر اسے ڈانٹتا ہے۔تنگ دستی سے تنگ آ کر وہ خود کشی کرنے کی سوچتا ہے۔وہ سوچتا ہے کہ آج میرا جنم دن ہے۔میں کوئی غلط کام نہیں کروں گا۔شام ہو جاتی ہے۔بھوک سے اس کا دل بوجھل ہے، ہونٹ خشک ہو گئے ہیں۔اسکے دوست نے لنچ پر بلایا تھا۔جب وہ اس کے گھر گیا تو پتہ چلا کہ دوست کسی ضروری کام سے اچانک چلا گیا ہے۔یہ مایوس ہو کر واپس آ جاتا ہے۔راستے میں بھوک سے نڈھال ہو کر گرتا پڑتا گھر کی طرف واپس آ جاتا ہے۔ راستے میں جو شناسا ملے وہ بھی یونہی گزر گئے اس کے پیچھے سی آئی ڈی کا آدمی لگا ہوا ہے۔ایک اجنبی عورت ڈھنگ کے کپڑے پہنے ہوئے خود اس سے مدد مانگتی ہے کیوں کہ اس کا شہر سیلاب میں تباہ ہو چکا تھا۔وہ بتاتا ہے کہ بہن میرے پاس کچھ نہیں ہے۔تبھی بینک کلرک کا ملازم لڑکا ماچس مانگنے آتا ہے۔مصنف اس سے پانی مانگ کر پیتا ہے۔لڑکا اس کی حالت دیکھ کر دو روپے واپسی کے وعدے پر اسے ادھار دینے کا وعدہ کرتا ہے لیکن وہ صرف دو آنہ لے کر آتا ہے۔مصنف ایک آنے میں چائے بیڑی اور ڈوسا منگاتا ہے دونوں کھاتے ہیں مالک مکان کا کھانا رکھا ہوتا ہے۔اس کی خوشبو اسے بے

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

چین کرتی ہے۔ یہ دیکھ کر کہ مکان مالک نہیں ہے باورچی خانے میں گھس کر پیٹ بھر کھانا کھالیتا ہے اور پھر واپس اپنے کمرے میں آجاتا ہے۔

(ii) پریم چند ایسے ناول نگار ہیں جنھوں نے خواب وخیال کی دنیا سے نکل کر زندگی کی سچائیوں اور حقیقتوں کو اپنے ناولوں میں پیش کیا ہے۔ خاص طور پر دیہاتی زندگی کو پریم چند نے اپنے ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ ان کے ناولوں کا ماحول حقیقی ہوتا ہے، خیالی یا رومانی نہیں۔ پریم چند نے اپنے ناولوں میں کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور سماج کے نچلے طبقے کے لوگوں کے دکھ درد، احساسات اور جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ ان کی توجہ کا مرکز مشرقی اتر پردیش کے دیہات تھے۔ انہوں نے برطانوی سامراج کے مظلوم، عورتوں اور دلتوں کے خلاف امتیازی سلوک کو اپنا خاص موضوع بنایا۔ پریم چند کی زبان بہت آسان ہے، اس میں تصنع اور بناوٹ نہیں۔ موضوع کے اعتبار سے پریم چند کے ناول ہمارے ادب کا اہم ذخیرہ ہیں۔

-8 جواب: (6)

(i) ہندوستانی سماج میں بیوہ کا برا حال تھا، خصوصاً ہندوؤں میں۔ ودھوا کو سماج سے باہر سمجھا جاتا تھا۔ اسے اچھوت کا درجہ دیا جاتا تھا۔ اس کی دوسری شادی کے بارے میں سوچنا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔ کچھ انگریزی تعلیم کے اثر سے، کچھ مسلمانوں اور کچھ عیسائیوں سے اثر لے کر ہندو بھی ودھوا واوِاہ (بیوہ کی شادی) کی حمایت کرنے لگے۔ اسی کو بنیاد بنا کر پریم چند نے اپنا ناول ''بیوہ'' لکھا جس میں بیوہ کی شادی کی حمایت کی گئی ہے۔

(ii) مصنف نے بائیسکل کو غصے میں آکر دریا میں اس لیے پھینک دیا کیوں کہ سائیکل کی حالت بہت خستہ تھی۔ وہ نہ بک سکتی تھی نہ اس کی مرمت کی جاسکتی تھی اور نہ ہی اس پر سواری کی جاسکتی تھی۔

(iii) موٹر دیکھ کر مصنف کو زمانے کی ناسازگی کا خیال آتا ہے۔ وہ کوئی ایسی ترکیب سوچنے لگتا ہے کہ جس سے دنیا کی تمام دولت سب انسانوں میں برابر تقسیم کی جاسکے۔ وہ اس ناانصافی پر کڑھتا ہے اور اس ناانصافی کا خاتمہ وہ بم بنا کر کرنا چاہتا ہے۔

(iv) ڈراما ''یہودی کی لڑکی'' میں کم وبیش نو کردار ہیں۔ ان میں مارکس جو رومن شہزادہ ہے، بروٹس ایک مذہبی رہنما اور کٹّر انسان ہے۔ عزرا ایک بوڑھا یہودی جو اپنے تدبر سے بروٹس جیسے مذہبی رہنما کو حقیقت کا آئینہ دکھاتا ہے۔ کیشیش رومن سردار ہے اور آکٹیویا اہم کردار ہیں۔

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

(حصہ-د)

9- جواب: (15)

(i) فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات:

(a) فورٹ ولیم کالج کے اغراض ومقاصد۔

(b) فورٹ ولیم کالج سے وابستہ اہم مصنفین اوران کی ادبی خدمات۔

(c) کتاب سازی کے جدید اصولوں کا تعین/زبان واسلوب۔

(d) اردونثر کی ارتقا میں فورٹ ولیم کالج کی اہمیت۔

(ii) اردوزبان کا آغاز وارتقا:

(a) اردوزبان کے آغاز وارتقا کے متعلق خیالات ونظریات

(b) اردوزبان کے ارتقا میں اداروں کی اہمیت (خانقاہ، دربار، بازار)

(c) اردوزبان کے مراکز (دکن، دہلی، لکھنؤ)

(d) اردو کے اہم ادیب اور شاعر

(iii) میرؔ اورغالبؔ کے حوالے سے دبستان دہلی کی شاعری کی خصوصیات:

(a) دبستان دہلی کا تعارف

(b) شمالی ہند کا سیاسی، سماجی ومعاشرتی پس منظر

(c) سادگی، داخلیت، تصوف

(d) میر کی شاعرانہ خصوصیات اورنمونۂ کلام

(e) غالب کی شاعرانہ خصوصیات اورنمونۂ کلام

(iv) انیسؔ اورنسیمؔ کے حوالے سے دبستان لکھنؤ کی شاعری کی خصوصیات:

(a) دبستان لکھنؤ کا تعارف

(b) اودھ کا سیاسی، سماجی ومعاشرتی پس منظر

(c) انیسؔ کی شاعرانہ خصوصیات اورنمونۂ کلام

(d) نسیمؔ کی شاعرانہ خصوصیات اورنمونۂ کلام

10- جواب: (10)

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

(i) سرسید احمد خاں انیسویں صدی کے ایک بڑے رہنما اور مصلح گزرے ہیں۔ اردو ادب پر سرسید تحریک کے گہرے اثرات ہیں۔ وہ ادب کی افادیت اور مقصدیت کے قائل تھے۔ اپنے مضامین کے ذریعے علمی نثر کی بنیاد ڈالی۔ ان کے عہد میں ایسے بہت سے ادیب وشاعر گزرے ہیں جنھوں نے اردو ادب کے فروغ میں نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں۔ اس تحریک کے زیر اثر اردو ادب کی تقریباً تمام اصناف کو فروغ ملا۔ مضمون نگاری، ناول نگاری، سوانح نگاری اور تنقید نگاری کے ابتدائی نمونے اسی تحریک کی دین ہیں۔ جب کہ اس سے پہلے اردو ادب میں بے شمار خامیاں پائی جاتی تھیں۔ اردو ادب روایت کا پابند تھا۔ رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' میں سرسید اور ان کے رفقا کے شائع کردہ مضامین نے اردو شعر و ادب کی اصلاح میں نمایاں کارنامہ انجام دیا۔

اس تحریک کے زیر اثر با مقصد اور نیچرل شاعری کو فروغ ملا۔ اس تحریک کے ذریعے غیر ضروری عبارت آرائی سے پرہیز کیا گیا۔ سادہ، سلیس، رواں اور عام فہم زبان کا چلن عام ہوا۔

(ii) غالب نے اردو شاعری میں نئے طرز کی بنیاد ڈالی۔ ان کی غزلوں میں فکر کا پہلو نمایاں ہے۔ انہوں نے فلسفہ، تصوف، نفسیاتی حقائق اور نظریات جیسے باریک موضوعات کو اپنی غزلوں میں بخوبی استعمال کیا ہے، ان کی شاعری میں شوخی، ظرافت، پائی جاتی ہے۔ نئی نئی تشبیہ اور استعارات غالب کی غزلوں کا وصف ہیں۔ غالب کے اسلوب بیان میں جدت پائی جاتی ہے۔

(iii) **''ترقی پسند تحریک''**: ترقی پسند تحریک اردو ادب کی سب سے توانا تحریک ہے۔ اس تحریک کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ لندن میں مقیم ہم خیال ہندوستانی طلبا نے ایک انجمن قائم کی اور پھر ملک واپس آ کر اسی طرز پر ترقی پسند مصنفین کی ایک جماعت بنائی اور پہلی کل ہند کانفرنس لکھنؤ میں منعقد کی گئی۔ جس کی صدارت پریم چند نے کی۔ اس کانفرنس میں پریم چند نے جو خطبہ پیش کیا اس سے ترقی پسند ادب کی سمت و رفتار کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں حسن کا معیار بدلنا ہوگا۔ ''ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ، حسن کا جوہر اور تعمیر کی روح ہو جو ہم میں حرکت اور بے چینی پیدا کرے، سلائے نہیں کیوں کہ اب زیادہ سونا موت کی علامت ہے'' اس کے بعد ملک کے مختلف علاقوں میں اس کی سالانہ کانفرنس منعقد کی جاتی رہی اور ملک کے ہر حصے سے ادبا، شعرا اس کا حصہ بنتے رہے۔ اس طرح اس تحریک نے بہت جلد شہرت حاصل کر لی۔

ترقی پسند تحریک نے ادب برائے زندگی کے تصور کو اہمیت دی۔ پرانی شاعری اور ادب کا اسی نظریہ

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE

Downloaded From : http://cbseportal.com/

سے جائزہ لیا گیا۔اس نظریہ کی رہنمائی میں ترقی پسندوں نے ادب تخلیق کیا۔اسی لیے ان کی تحریروں میں مقصدیت اور حقیقت پسندی کے عنصر نمایاں ہیں۔اردو ادب کے سبھی اصناف پر اس تحریک کے اثرات نمایاں ہوئے۔

(iv) مختصر افسانہ جدید دور کی اہم نثری صنف ہے۔اس کے ذریعے کسی شخص کی زندگی کے ایک پہلو یا کسی واقعہ کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والے کے دل و دماغ پر اس کا گہرا اثر پڑے۔

افسانے کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ایک ممتاز مغربی ادیب کا کہنا ہے کہ افسانہ ایسی نثری کہانی ہے جو ایک ہی نشست میں پڑھی جا سکے۔افسانہ سیدھی سادی کہانی نہیں بلکہ ایسی فنی تخلیق ہے جس میں فن کار کے ارادے اور حکمت کا بھی دخل ہوتا ہے۔کسی مخصوص واقعے یا صورت حال یا کسی مخصوص کردار کا نقش اس طرح ابھارا جاتا ہے کہ پلاٹ یعنی واقعات کی ترتیب و تنظیم پڑھنے والے کو متاثر کر سکے۔افسانے کے ماہروں نے اس کی جو تعریفیں بیان کی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ افسانہ بیانیہ تخلیقی تحریر ہے۔افسانے میں کسی ایک کردار یا کرداروں کے ایک مخصوص گروہ کے نقوش یا ذہنی کشمکش کو نمایاں کیا جاتا ہے۔افسانے میں واقعات کی تفصیل کرداروں کی گفتگو اور منظر و ماحول کی پیش کش بہت نپی تلی ہوتی ہے۔

ہر افسانے کے لیے پلاٹ، کردار اور زمان و مکان لازمی اجزا کی حیثیت رکھتے ہیں۔اسی لحاظ سے افسانے کی اقسام بھی بیان کی گئی ہیں یعنی پلاٹ کا افسانہ، کردار کا افسانہ یا معاشرتی افسانہ۔

افسانے کی کامیابی کے لیے کچھ ناقدین، افسانہ نگار کے نقطۂ نظر کو اہم قرار دیتے ہیں۔افسانہ نگار کے اسلوب میں رمز، کنایے اور تاثیر کو بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔

11- جواب: (5)

(i) (b) پودے

(ii) (c) طویل نظم

(iii) (b) نظم طباطبائی

(iv) (a) مختصر افسانہ

(v) (b) خواجہ حسن نظامی

☆☆☆

Downloaded From : http://cbseportal.com/ Courtesy : CBSE